

تاریخ ہندوستان اور اسکا مصنف



جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی

لاہور

”تاریخ ہندوستان“ کا ایک نادر مخطوطہ دیال سنگھ ٹرسٹ لاہور میں ہے۔

لاہور میں محفوظ ہے۔ اسکا کوئی دوسرا نسخہ آج تک دیکھنے یا سننے میں نہیں آیا۔ یہ مخطوطہ سید احمد شاہ بٹالوی کی تصنیف ہے جسے ۱۲۸۶ھ میں رجب علی ولد حاجی شاہ ساکن بٹالہ نے تحریر کیا تھا۔ یہ نسخہ مصنف کے فرزند سید حسین شاہ نے لاہور میں لایا تھا۔ اس مخطوطہ کے ۴۶۸ ورق ہیں اور ہر ورق پر ۱۷ سطریں ہیں عام طور پر یہ مخطوطہ ”تاریخ ہندوستان“ کے نام سے معروف ہے لیکن مصنف نے متن میں اس کا نام ”تاریخ مشتمل بر احوال ہند و ملوک آن“ تحریر کیا ہے۔

مصنف کا خاندان | فاضل مصنف کا تعلق بٹالہ (ضلع گورداسپور) کے ایک عظیم روحانی خاندان سے ہے۔ اس کے مورث اعلیٰ سید عنایت شاہ کو شاہ جہاں نے بٹالہ شہر اور اس کے گرد و نواح کا قاضی مقرر کیا تھا۔

اس کی وفات کے بعد اس کے فرزند ابوالفرح محمد فاضل الدین نے قادری سلسلے میں شیخ محمد افضل کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر لی ۱۷ شیخ موصوف نے

۱۷ گرن اور مٹھی، تذکرہ رسالے پنجاب مطبوعہ لاہور ۱۹۴۰ء، ص ۲۵، ۶۰

۱۷ مفتی غلام سہروردی حلیۃ الادب، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء، ص ۶۴

خزقہ خلافت شیخ محمد طاہر لاہوری (۱۹۶۳ء) مرحوم حضرت ابو محمد قادری (۱۲۵۰ھ) سے حاصل کیا تھا شیخ محمد طاہر لاہوری امام ربانی محمد وائل ثانی (۱۰۳۳ھ) کے مرید اور ان کے صاحبزادوں کے استاد تھے۔ ان کا مزار قبرستان میان صاحب لاہور میں مرجع خلافت ہے۔ حضرت مجدد وائل ثانی کے اپنے والد ماجد شیخ عبدالاحد فاروقیؒ سے جہشتی نسبت، خواجہ باقی باللہ دہلوی سے نقشبندی نسبت اور حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے قادری نسبت اخذ کی تھی۔ شیخ محمد طاہر لاہوریؒ پر محمد صاحبؒ کی قادری نسبت غالب آئی اور انہی کے ذریعے یہ سلسلہ آگے چلا۔ سید محمد فاضل الدین شریعت اور طریقت میں قدم راسخ رکھتے تھے انہوں نے ببالہ میں مدرسہ، مسجد اور خانقاہ کی بنیاد رکھی اور نگر جاری کیا سب موصوف پڑھے لکھے شخص تھے اور ان کی تمام عمر درس و تدریس میں گزری۔ وہ اردو میں شعر کہتے اور انہوں نے چالیس کتابیں اور رسالے اپنی یادگار چھوڑے ہیں انہوں نے ۱۳۵۸ھ میں وفات پائی اور کلا نور (جہاں اکبر کی تخت نشینی کی رسم ادا ہوئی تھی) میں اپنے مرشد کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔

مصنف کا پردادا | احمد شاہ کا پردادا غلام قادر شاہ (۱۲۵۸ھ) میں اپنے والد ابو الفرج محمد فاضل الدینؒ کی وفات کے بعد ۲۷ سال کی عمر میں مسند نشین ہوا۔ وہ ”ہندوی“

۳۵ خورشید حسین بخاری، تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی، مطبوعہ لاہور ۱۹۷۷ء، ص ۳۲۰

۳۶ محمد شمس کشی - زبدۃ المقامات، مطبوعہ نوکشتور کا نیور ۱۸۹۰ء ص ۳۶۶

۳۷ فقیر محمد جلی، حقائق الحنفیہ، مطبوعہ نوکشتور کا نیور ۱۳۲۲ھ، ص ۲۲۳

۳۸ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، ورق ۱۹۵ ب

۳۹ محمود خیرانی، پنجاب میں اردو، مطبوعہ مکتبہ معینہ لاہور میں ۱۳۱۳ھ

اور فارسی کا قادر الکلام شاعر تھا اور غلام تخلص کرتا تھا۔ اس کا پنجابی اکھلام بھی ملتا ہے۔ ۱۵۔ اس نے رمز العشق کے عنوان سے ہندوی نظم میں تصوف کے موضوع پر ایک بلند پایہ کتاب تصنیف کی تھی جسے مجلس ترقی ادب لاہور نے ۱۹۷۲ء میں شائع کر دیا ہے۔ شمس الدین قادری نے اسرار العشق کے عنوان سے اس کی شرح لکھی تھی جو ۱۳۴۳ھ میں امرسر سے طبع ہو چکی ہے۔ غلام قادر شاہ کے پوتے سید محمد شاہ نے عربی اور فارسی میں رمز العشق کی شرح لکھی تھی جس کا حافظ انور علی رشتکی نے اردو میں ترجمہ کیلئے۔ ۱۶۔ موجودہ سجادہ نشین سید بدر محی الدین نے حال ہی میں جواہر النصوص کے عنوان سے رمز العشق کی شرح طبع کی ہے جس کثرت سے رمز العشق کی شرحیں لکھی گئی ہیں اس سے اس کی مقبولیت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

غلام قادر شاہ کے احمد شاہ ابدالی کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے۔ ایک بار جب شاہ پنجاب آیا تو بٹالہ کے زمیندار اُسے سفارش کی عرض سے شاہ کے پاس پہنچاؤ رکھے۔ شاہ نے اس کا خیر مقدم کیا اور اس کی خدمت میں گھوڑا اور خلعت پیش کیے کہ اپنے حق میں دعا کی التجا کی۔ ۱۷۔ ایک بار غلام قادر شاہ چھ ماہ تک احمد شاہ ابدالی کے ساتھ لاہور میں مقیم رہا۔ احمد شاہ ابدالی کے وزیر شاہ ولی خاں اور سپہ سالار خاں جہاں خاں کی بھی غلام قادر شاہ کے درمیان خط و کتابت رہتی تھی سید احمد شاہ لکھتا ہے کہ ابدالی نے اس کے فرزند غلام غوث شاہ کو تعزیتی خط بھی بھیجا تھا۔ ۱۸۔

۱۵۔ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، ورق ۲۱۸ ب۔

۱۶۔ گوہرِ نواہی۔ مشنری رمز العشق، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۲ء، دیباچہ ص ۱۱

۱۷۔ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، ورق ۲۱۱ ب

۱۸۔ ایضاً۔ ورق ۲۱۷ ب۔

ستمبر ۱۹۷۸ء

۱۵۱

غلام نادر شاہ نے ۲۵ سال تک رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس نے ۱۱۷۹ھ میں ۵۲ سال کی عمر میں وفات پائی اور بٹالہ میں دفن ہوا۔

مصنف کا دادا غلام نادر شاہ کی وفات کے بعد اس کا فرزند سید غلام غوث ۲۰ سال کی عمر میں سند نشین ہوا۔ اس نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے پائی اور تیر اندازی، شہسواری اور اسلحہ کے استعمال میں نام پیدا کیا۔ اس نے متعدد بار سکھوں کا مقابلہ کیا۔ ۱۲۰۹ھ

غلام غوث کو سند نشین جوئے ابھی ایک سال ہی گذرا تھا کہ رام گڑھیاہیہ مشل کے سکھوں نے بٹالہ پر حملہ کیا۔ غلام غوث نے اس حملے کے وقت موکیریاں میں پناہ لی۔ اس کی جاگیر، حص میں سات آٹھ گاؤں شامل تھے۔ سکھوں کے قبضے میں چلی گئی۔ موکیریاں میں قیام کئے اسے ابھی چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ سنگھ کنہیاہ موکیریاں پر حملہ آور ہوا۔ کنہیوں کی آمد کی خبر سننے ہی غلام غوث موکیریاں سے ترک سکونت کر کے بٹالہ چلا آیا۔ کیونکہ اس کی نظروں میں رام گڑھیاہیہ کنہیوں سے شقاوت میں کم سمجھا جاتا تھا۔ جب کنہیاہیہ مشل کے سکھوں نے رام گڑھیاہیہ سے بٹالہ چھینا تو گور بخش سنگھ کنہیاہ نے غلام غوث کو قید کر لیا۔ لیکن وہ چار ماہ بعد مکند کے ذریعہ قید خانے سے فرار ہوئے۔ اس کا سیاب ہو گیا۔ قید خانے سے فرار کے بعد وہ امر سنگھ بگہ حاکم فیض پور کے پاس چلا گیا۔ امر سنگھ نے سپاہیوں کا ایک دستہ اس کی حفاظت کے لئے مامور کیا اور لیوں وہ بھگت دھرم کوٹ پہنچ گیا۔ پنجاب کے سیاسی حالات سکھوں کی باہمی جھگڑا کی وجہ سے بڑے ابتر ہو رہے تھے۔ اس لئے غلام غوث نے کابل چلے جانے کا فیصلہ کیا۔ ۱۲۱۰ھ

انٹائے سفر وزیر آباد کے قریب رنجیت سنگھ کے والد سردار مہاں سنگھ سے

۱۲۱۰ھ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، ورق ۲۲۰۔ ب

۱۲۱۰ھ ایضاً ورق ۲۲۲ ایضاً ورق ۲۲۳ ایضاً ورق ۲۲۴

اس کی ملاقات ہوئی۔ یہاں سنگھ نے اس کی بڑی عزت کی اور اس کی خاطر بے سنگھ کنہیا سے لڑنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ یہاں سنگھ نے غلام غوث سے کہا کہ وہ بٹالہ فتح کر کے اسے وہاں آباد کرے گا۔ غلام غوث نے اسے دعا دی اور بقول سید احمد شاہ رنجیت سنگھ اس کی دعاؤں کے طفیل کامیاب ہوا۔ ۱۱۹۸ھ اس ملاقات کے چند روز بعد غلام غوث نے مرض طاعون وفات پائی۔ اس کا بیٹا اور مرید اس کی میت کلا نور لے گئے جہاں اس کے جہد خاکی کو اس کے دادا محمد فاضل الدین کے مزار کے احاطے میں دفن کر دیا یہ ۱۱۹۸ھ کا واقعہ ہے۔

غلام غوث بڑا پڑھا لکھا شخص تھا اور اس میں اس کے باپ دادا کے تمام اوصاف موجود تھے۔ اس کا اردو اور فارسی کلام موجود ہے۔ ۱۲۰۰ھ

مصنف کا والد | احمد شاہ کا والد ابوالاحمد محمد شاہ صاحب ذوق انسان تھا جب اس کے والد غلام غوث نے کابل کی طرف ہجرت کی تو وہ اس کے ہمراہ تھا جب اس کے والد نے اثنائے سفر وزیر آباد میں وفات پائی تو وہ اس کی میت کلا نور لے گیا والد کاندھلویں کے بعد اس نے بٹالہ سکونت اختیار کی۔ اس وقت اس کا خاندانی مدرسہ اور دوسری وقف املاک سکھوں کے قبضے میں تھیں۔

اُسے بٹالہ میں سکونت اختیار کئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بے سنگھ کنہیا۔ اس کے درپے آزار ہوا۔ ان حالات میں وہ بٹالہ کی سکونت ترک کر کے متانی چلا گیا۔ اتفاق سے انہی دنوں رام گڑھیوں اور کنہیوں کے درمیان ایک خونریز معرکہ ہوا۔ جس میں بے سنگھ کنہیا کا اکلوتا بیٹا گوری بخش سنگھ مارا گیا اور بٹالے پر رام گڑھیوں کا قبضہ ہو گیا۔

۱۲۰۰ھ احمد شاہ تارک ہندوستان ورق ۲۲۴ھ ۱۲۰۱ھ ایضاً ورق ۲۲۵ھ

ستمبر ۱۹۷۸ء

۱۵۳

گور بخش سنگھ کی کچہری میں محمد غوث نامی ایک شاعر ملازم تھا۔ اس نے اپنے نعمت کی موت پر ایک پر درد مرثیہ لکھا، جو اس دور کی اردو کا بہترین نمونہ ہے۔ اس مرثیہ کے دو بند ملاحظہ فرمائیے :-

کدھر ہے وہ گور بخش سنگھ پہلوان	کدھر موتیاں والا ہے نوجوان
دلادر جو انمرد وہ شیر تن	چکھاکوں اٹھا جابنایا وطن
جوانی کے جو بن کا تھا وہ رتن	پھوڑا اجل نے گئے سو جتن
کدھر ہے وہ گور بخش سنگھ پہلوان	کدھر موتیاں والا ہے نوجوان
خزینے دینے پڑے ہی رہے	دوشالہ اور لہجے دھڑے ہی رہے
طویل میں گھوڑے کھڑے ہی رہے	شربار زر کے گڑے ہی رہے
کدھر ہے وہ گور بخش سنگھ پہلوان	کدھر موتیاں والا ہے نوجوان

بٹالہ پر رام گڑھیوں کا قبضہ ہوتے ہی محمد شاہ ثانی سے بٹالہ چلا آیا۔ اس واقعے کے کچھ عرصہ بعد کنہیوں نے رام گڑھیوں کو شکست دے کر بٹالہ پر قبضہ کر لیا۔ محمد شاہ آئے دن کی نقل مکانی سے تنگ آچکا تھا اس لیے وہ براہ راست بے سنگھ کنہیا سے ملا اور اس کے ساتھ صلح کر لی۔ محمد شاہ نے اپنا خاندانی بستر از سر نو جاری کیا اور کلانور میں اپنے بزرگوں کے مزارات کی مرمت کرائی۔ اس کے شاہ زمان والی کابل کے ساتھ بڑے اچھے مراسم تھے اور اس کے ساتھ خط و کتابت بھی رہتی تھی۔ ۱۹

۱۰ چکھا پنجابی زبان میں چتا کہتے ہیں۔

۱۱ محمود شیرانی پنجاب میں اردو مطبوعہ مکتبہ معین الادب لاہور، ص ۲۵۳، ۲۵۴۔

۱۲ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان ورق ۲۶۹۔

مردہ کو تفسیر، فقہ، منطق، اصول اور صرف و نحو پر کامل دسترس تھی۔ وہ اردو اور فارسی میں شعر کہہ لیتا تھا۔ اس کی غزلیات اور رباعیات موجود ہیں۔ اس نے کاشف الرموز کے عنوان سے اپنے داماد کی تصنیف رمز العشق کی شرح لکھی تھی۔ ملاذہ ازین اُس نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت میں ”نظم غوثیہ“ تصنیف کی۔ اس کی تصانیف میں شرح تحفہ مرسلہ شریعت غوثیہ اور لطائف غوثیہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ مثلاً

محمد شاہ نے ۱۲۲۵ھ میں پنتالیس برس کی عمر میں وفات پائی اس کے دو بیٹے تھے۔ احمد شاہ صاحب تاریخ ہندوستان اور عطاری محی الدین۔ موعز الدین کو لاہور سے عمر میں چار سال چھوٹا اور کئی کتابوں کا مصنف تھا۔ اس نے فردوسی کے شاہنامہ کے اشعار کے برابر ساٹھ ہزار اشعار میں جہد نبوی اور خلافت راشدہ کی منظوم تاریخ لکھی تھی۔ وہ زہری تخلص کرتا تھا۔ اس نے ریحان السیر کے عنوان سے ایک کتاب لکھی تھی۔ اسے علم نجوم میں بھی مہارت حاصل تھی۔ عطاری محی الدین نے صین جوانی کے عالم میں تیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ ۳۱

”تاریخ ہندوستان“ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احمد شاہ کے تمام خاندان کو تاریخ و ادب کے ساتھ دلچسپی تھی۔ اُسے بھی یہ ذوق اپنے بزرگوں سے ورثہ میں ملا تھا۔

احمد شاہ مصنف اقبال کے قادری خاندان کا چوتھا سجادہ نشین سید احمد شاہ تاریخ ہندوستان ۱۲۲۲ھ میں مندر نشین ہوا۔ اس وقت اس کی عمر بیس سال سے بھی کم تھی۔ احمد شاہ نے قرآن مجید حفظ کیا اور اپنے خاندانی دستور کے مطابق ابتدائی

مثلاً احمد شاہ، تاریخ ہندوستان ورق ۲۳۲ الف

۱۵۴ ایضاً ورق ۲۳۲ الف

تعلیم اپنے والد سید محمد شاہ سے حاصل کی۔ اس کا حافظہ بلا کا تھا۔ وہ اپنے بارے میں رقمطراز ہے کہ اس نے اٹھارہ برس کی عمر میں مطول جیسی شکل کتاب پڑھ لی تھی۔ ۲۲
 احمد شاہ نے گجرات، سیالکوٹ، جموں، کشمیر، جالندھر، ہوشیارپور اور
 لدھیانہ کے بکثرت دورے کئے اور طریقہ قادریہ فاضلیہ کی اشاعت کی۔ ۲۳
 وہ بٹالہ میں اپنے بزرگوں کا قائم کردہ مدرسہ چلاتا رہا۔ علاوہ ازیں اس نے
 مدرسہ اور خانقاہ کی عمارتوں میں اضافہ کیا اور کلانور میں شیخ محمد افضلؒ اور
 سید غلام غوث کے مزاروں کے قریب مسجد اور مسافر خانہ تعمیر کیا۔ اس کی
 کوششوں سے بہت سے غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے۔ ۲۴

مفتی علی الدین صاحب ہجرت نامہ کے احمد شاہ کے ساتھ بڑے اچھے مراسم تھے۔ اس کا
 کہنا ہے کہ ہزاروں لوگ اس کے مرید تھے اور وہ عوام الناس میں ”میاں صاحب“
 کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ ۲۵ اس خاندان کے افراد خود کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ
 کی اولاد ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن عوام اُن کے اس دعویٰ سے مطمئن نہ تھے۔ مفتی علی الدین
 اس ضمن میں لکھتے ہیں: ”از حضرت والا یعنی حضرت محمد فاضل شاہ تالفاہیت محمد شاہ
 بقیومیت دیگر مشہور لہو دند و میاں صاحب حضرت احمد شاہ بیان فرمودند کہ
 بعد امضای دو صد سال حالاً بالتحقیق بر حقیقت حسب و نسب و قوت یافتیم کہ
 اصل ما از نسب محبوب سجائی است۔ کہ آنحضرت صیح الطرفین یعنی از جانب والدہ
 حسنی اند و از جانب مادر ماجد حسینی اند۔ اگر شخصی در حسب و نسب ایشان تفاوت

۲۲ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، درق ۲۳۳، ۱۸۸

۲۳ بدر محمد الدین، قرطاس القادری، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۰ء، ص ۲۷

۲۴ ایضاً ص ۲۹

۲۵ مفتی علی الدین، ہجرت نامہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۱ء ج ۲، ص ۱۰

نمایہ محض کافر و مرتد است۔“ ۲۶

یہ عجیب بات ہے کہ دو سو برس تک تو اس کے آبا و اجداد کے حسب و نسب پر دبیز پردے پڑے رہے اور وہ عوام میں ”بقومیت دگر“ مشہور رہے اور پھر یکایک احمد شاہ پر یہ انکشاف ہوا کہ وہ سید عبدالقادر جیلانیؒ کی نسل سے ہیں۔ اس نے صرف اس نبی دعویٰ پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے ساتھ یہ فتویٰ بھی صادر کر دیا کہ اب اگر کوئی شخص اس کے حسب و نسب کے بارے میں شک و شبہ کا اظہار کرے گا تو وہ کافر و مرتد ٹھہرے گا۔

احمد شاہ کے رنجیت سنگھ کے ساتھ بڑے اچھے مراسم تھے۔ رنجیت سنگھ نے جب ۱۷۳۳ء میں گور بخش سنگھ کنہیا کی بیوہ سدا کو رے بٹالہ چھینا تو وہ بنفس نفیس بٹالہ آیا اور شمشیر خاں کے تالاب کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ اس سے قبل احمد شاہ کا دادا غلام غوث وزیر آباد میں رنجیت سنگھ کے والد سردار مہاں سنگھ سے مل چکا تھا اور بقول احمد شاہ رنجیت سنگھ اس کے دادا کی دعاؤں کے طفیل ہی پنجاب کا حاکم بنا تھا۔ ان پرانے تعلقات کی بنا پر رنجیت سنگھ نے احمد شاہ کی بڑی عزت کی۔ دوسری بار لاہور میں ان دونوں کی ملاقات ہوئی ۱۷۵۷ء احمد شاہ نے ”تاریخ ہندوستان“ میں ان ملاقاتوں کی تفصیل قلم بند کی ہے جس سے رنجیت سنگھ کے پنجاب کے پیروں کے ساتھ تعلقات پر روشنی پڑتی ہے۔

احمد شاہ نے اپنے پردادا کی مثنوی رمز العشق کا ”ہندوی“ نظم میں ترجمہ کیا تاریخ ہندوستان کے علاوہ اس نے تاریخ کے موضوع پر احوال سلاطین ہند

۲۶ مفتی علی الدین، بھرت نامہ، مطبوعہ لاہور، ۱۹۶۱ء، ۲۵ ص ۴

۲۷ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، درق ۴۳۹ الف، ۴۳۹ ب

ستمبر ۱۹۷۸ء

۱۵۷

اور نوا رنج ہند کے عنوان سے دو کتا ہیں قلم بند کی ہیں۔ افسوس کہ اس خاندان کا علمی سرمایہ تقسیم ہند کے وقت ہنگاموں کی نذر ہو گیا۔ خدا جانے کس جگہ میں کتنے موتی خاک میں رل گئے۔ احمد شاہ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے سے مترشح ہوتا ہے کہ سیاسی طامع آزمائش کی دعاؤں کے طالب رہتے تھے۔

احمد شاہ کے کیپٹن ریڈ اور لیفٹیننٹ فرے کے ساتھ بڑے دوستانہ تعلقات تھے۔ یہ دونوں آفیسرز لدھیانہ میں، جو اس زمانے میں انگریزوں کی بڑی اہم فوجی چھاؤنی تھی، مقیم تھے۔ لیفٹیننٹ فرے کے ابا پر ہی اس نے تاریخ ہندوستان "تحریر کی تھی۔ احمد شاہ ان انگریز افسروں کو درجیت سنگھ کے دربار کے کوائف سے باخبر رکھتا تھا۔ انگریزوں نے جب پنجاب پر قبضہ کیا تو احمد شاہ کی وفادارانہ خدمات کے صلے میں اس کے فرزند اور جانشین محمد حسین کو جاگیر عطا کی۔ انگریزوں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ خاندان ہمیشہ ان کا وفادار رہا ہے۔ ۱۹۷۵ء

میرے انداز سے مطابق احمد شاہ نے ۱۹۳۷ء کے لگ بھگ ۵۴ سال کی عمر میں وفات پائی اور بٹالہ میں اپنے والد کے پہلو میں دفن ہوا۔ احمد شاہ کا وفات کے بعد اس کا بیٹا محمد حسین شاہ مسند نشین ہوا۔ ۱۹۴۹ء تک بٹالہ میں ان کی گدی موجود تھی۔ آزادی کے بعد جب مشرقی پنجاب سے مسلم آبادی نے پاکستان کی طرف ہجرت کی تو اس خاندان کے افراد بھی لاہور چلے آئے۔

تاریخ ہندوستان | تاریخ ہندوستان، جس کا نام متن میں۔ تاریخ مشنل براہ حال ہند و ملوک آں۔ آیا ہے، سکھوں کے ابتدائی دور کی بڑی اہم تاریخ

۱۹۷۵ء گرنہ اور ملیسی، تذکرہ دو سالے پنجاب، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۴ء، ص ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴

ہے۔ ابتدا میں مصنف نے ہندوستان کے جغرافیائی حالات تحریر کئے ہیں اور اس ضمن میں مختلف اقلیم کا ذکر کیا ہے۔ مصنف نے صوبہ اودھ، صوبہ گجرات، صوبہ کشمیر کے حالات مختصراً اور صوبہ لاہور کے حالات تفصلاً قلمبند کئے ہیں۔

صوبہ لاہور کو اس نے مختلف دو آبوں میں تقسیم کیا ہے اور پھر ہر دو آبے کے اہم شہروں اور قصبوں کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جب وہ کسی شہر کا ذکر کرتا ہے تو وہاں کے باشندوں کے عادات و اطوار بھی لکھتا ہے۔ مصنف کا تعلق چونکہ دو آبے باوری سے تھا۔ اس لئے اس دو آبے کے حالات اس نے بڑی شرح و بسط کے ساتھ نقل کئے ہیں۔ مصنف نے اپنے آبائی وطن بٹالہ کو بڑی اہمیت دی ہے اور ۱۴۴۱ اور اق اس شہر کے لئے وقف کئے ہیں ۱۵۱۱ بٹالہ کے ضمن میں ہی اس نے اپنا اور اپنے اکابر کا ذکر کیا ہے۔

مصنف اور اس کے اکابر جس دور سے گزرے ہیں وہ بڑا ہی اہم دور تھا احمد شاہ ابدانی کے حملوں، مختلف سکھ مشلوں کے عروج، سکھوں اور افغانوں کی آویزش کے لئے اس مغلوطہ کا مطالعہ ناگزیر ہے، مصنف کا لب و لہجہ اس دور کے مسلم تاریخ نویسوں کی نسبت قابل تعریف ہے۔ اس کے بزرگوں کو کنہیا مثل کے ہاتھوں بڑے مصائب برداشت کرنا پڑے تھے۔ اس لئے اس نے صرت انہیں ہی۔ بد نہاد و بد نژاد۔ لکھا ہے ۱۵۱۱ احمد شاہ رقطرا ز ہے کہ کنہیوں کے عہد میں بٹالہ میں شد مد قحط رونما ہوا جس میں ہزاروں انسان لغمہ اجل بنے۔ بٹالہ کی گلیوں اور بازاروں میں چاروں طرف لاشیں ہی نظر آتی تھیں ۱۵۱۱

۱۵ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، ورق ۱۹۱ الف تا ۲۳۵ ب

۱۶ ایضاً، ورق ۲۲۲ الف

۱۷ ایضاً۔

کنہیوں نے ایک بار ذبیحہ گاؤ کو بہانہ بنا کر مودیوں میں ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ ۲۵

سکھ اپنی تاریخوں میں مسلمانوں کے مظالم کے واقعات بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے عادی ہیں اور وہ خود کو بڑا معصوم اور مظلوم ظاہر کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ بندہ بزرگی کو بھی جس نے چنگیز اور ہلاکو کی یاد تازہ کر دی تھی، مظلوم کے روپ میں ہی پیش کرتے ہیں۔ احمد شاہ کی تاریخ ہندوستان اس لحاظ سے ہیبت اہم ہے کہ اس میں مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم اور چہرہ دستیوں کے واقعات عام ہیں۔

سکھوں نے اپنے دور میں لاہور کی مساجد، مقابر اور مدارس کے ساتھ جو ظلم روا رکھا تھا، اس کی ایک جھلک تاریخ ہندوستان میں نظر آتی ہے۔ احمد شاہ لکھتا ہے کہ رام باغ کی تعمیر کے وقت سکھ لاہور کی بغایت مکلف عمارتوں کے پتھر اکھاڑ کر امرتسر لے گئے تھے ۲۶

حضرت میاں میر لاہورئی کے مرید اور خلیفہ ملا شاہ بدخشی بڑے مرتاض بزرگ تھے۔ داراشکوہ اور شہزادی جہاں آرا نے سیکنتہ الاولیا اور رسالہ صافیہ میں ان کے حالات بڑی تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ ان کا مزار کھنڈر کی صورت میں آج بھی موضع میاں میر میں سکھوں کی چہرہ دستیوں پر نوہ کنایا ہے۔ احمد شاہ رقمطراز ہے کہ ایک بار وہ رام باغ امرتسر کی سیر کے لئے گیا تو اس نے وہاں یہ منظر دیکھا۔

لوح مزار ملا شاہ را کہ آیات قرآن
داسہا حسی انجٹ نسخ در غایت خوشحلی
ملا شاہ بدخشی کی لوح مزار جس پر قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے نام خط نسخ میں ہیں

۲۵ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، ورق ۲۲۲

۲۶ ایضاً ورق ۱۸۴ الف

برآں کندیدہ و نوشتہ بودند، دیدم کہ خوب صورت انداز میں لکھے ہوئے تھے
 دریک گوشہ این باغ افتادہ بود و ہنود باغ کے ایک گوشے میں نکل آئی۔ ہندو جوتوں
 باپا پوتشا برآن می نشستند و بی ادبی سمیت اس پر بیٹھے ہوئے اس کی بے ادبی
 می نمودند۔ ۳۵ کر رہے تھے۔

تاریخ ہندوستان میں ضمناً بھنگیوں کی توپ کا ذکر بھی آگیا ہے۔ اس زمانے
 میں اسے سنگھاں والی توپ کہتے تھے۔ ۳۵ بھنگیوں کی توپ غالباً بعد کی اختراع ہے
 یہ توپ آج بھی لاہور میں مال روڈ پر پنجاب یونیورسٹی کے سامنے ایک خوبصورت چوڑے
 پر نمایش کے لئے رکھی ہوئی ہے۔

فاضل مصنف نے ”ذکر گوروں و ابتدائی سنگھاں و مذہب ایشان“
 کے عنوان کے تحت سکھ گوروں، بندہ بیراگی، بھنگوں، مختلف مشلوں اور سکھوں
 کے حالات تحریر کئے ہیں۔ اس نے رنجیت سنگھ کا بھی خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے
 اور اس کے ساتھ اپنی دو ملاقاتوں کی تفصیل بھی بیان کی ہے۔ سکھ مذہب اور گوروں
 کے حالات کے ضمن میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔ اولاً یہ کہ وہ سکھوں کو فرتر ہنود لکھتا
 اور انہیں ہندوؤں سے الگ قوم تسلیم نہیں کرتا۔ ثانیاً یہ کہ وہ مرث گورو نانک
 کو ہی اصلی گورو تسلیم کرتا ہے اور باقی گوروؤں کو ان کے خلیفہ مانتا ہے۔ مثلاً جب
 وہ چوتھے گورو رام داس کا ذکر کرتا ہے تو بعد اسے رام داس خلیفہ سوم نانک
 لکھتا ہے اور جہاں گورو ارجن کا ذکر کرتا ہے تو اسے گورو ارجن خلیفہ چہارم نانک
 لکھتا ہے۔ ۳۶

۳۵ احمد شاہ، تاریخ ہندوستان، ورق ۱۸۶ الف

۳۵ ایضاً ورق ۲۲۰ ب

۳۶ ایضاً، ورق ۱۸۳ الف، ۱۸۳ ب

احمد شاہ نے امرتسر شہر کی بنیاد، وہاں کے کٹر دلوں اور بنگلوں کے حالات، قلعہ گوبند گڑھ اور دربار صاحب کی تعمیر اور احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں اس کی تباہی کا ذکر بھی خصوصیت کے ساتھ کیا ہے۔ اسی طرح اس نے تیرتارن میں گوردوارہ جن کے ہاتھوں تالاب کی بنیاد کا بھی ذکر کیا ہے۔ مصنف نے ایک موقع پر گرتھ صاحب کی تدوین کا بھی ذکر کیا ہے۔

آخری اہم واقعہ جو احمد شاہ نے ظلم بند کیا ہے وہ سمت ۱۸۷۷ء میں شہزادہ نونال سنگھ کی ولادت ہے۔ ویسے اس نے تاریخ ہندوستان کا اختتام سمیت ۱۸۸۱ء میں کیا ہے یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ مصنف بکرمی، ہجری اور عیسوی تقیوں سند استعمال کرتا ہے

احمد شاہ نے بہت سے واقعات اپنی آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر ہوتے دیکھے تھے اور چواتحات اس کی ولادت سے پہلے پیش آئے تھے وہ اس نے بڑے بزرگوں سے سنے تھے۔ علاوہ ازیں اس کے خاندان کے تمام لوگ بڑے لکھے تھے اور انہیں تاریخ و ادب کے ساتھ خصوصی دلچسپی تھی اور متعدد واقعات کا ریکارڈ اس کی خاندانی تصانیف میں موجود تھا۔ اس لحاظ سے یہ بڑی اہم اور قابل اعتماد تاریخ ہے۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اتنی اہم کتاب ابھی تک زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔ کاش دیاں سنگھ ٹرسٹ لائبریری کے ٹرسٹی صاحبان یا محکمہ اوقاف اس طرف توجہ دیتا۔



فہرست کتب اور ادارہ کے قواعد صواباً مفت طلب
فرمائے۔
جزل میجر ندوۃ المصنفین
اردو بازار جامع مسجد دہلی